جہاد اور جنگ

السلام علیکم ! امید ہے کہ آپ سب خیریت عافیت سے ہوں گے اور ایمان کی بہتر حالت میں ہوں گے۔ آج میں جس موضوع پر لکھنے لگی ہوں میں کافی دیر سے اس پر لکھنا چاہتی تھی لیکن کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی اس موضوع پر لکھنے کی لیکن آج اللہ تعالیٰ کے کرم سے میں اس موضوع پر لکھنے جا رہی ہوں۔

....

All rights are reserved by the author , you can’t publish or .steal any of the scenes written in this novel

If you do so , serious action will be taken for you . Enjoy .reading

JAZAKALLAH

NOVEL HUT

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

پچھلے ایک سال سے وہ ہر روز یہی سب سنتے آیا تھا کہ غزہ میں اتنے مسلمان شہید ہو گئے ہیں اتنے بچے بھوک سے جاں بحق ہوئے اور وہ ہمیشہ یہی سوچتا تھا کہ آخر کب وہ انکی مدد کر سکے گا؟ آخر کب وہ خود سے کیا ہوا عہد نبھائے گا؟ لیکن آج وہ وقت آچکا تھا کہ وہ اس عہد کو نبھائے ۔ کل کا دن اس کے لیے بہت خاص تھا کیونکہ کل وہ اس عہد کو پورا کرنے کے لیے روانہ ہو رہا تھا، اور آج رات سونے سے پہلے اس کے دماغ میں ماضی کے چند لمحات کی کہانی چل رہی تھی۔

جب بھی بچپن سے اس نے ہوش سنبھالا تھا اس نے اپنی ماں کو اپنے باپ اور دیگر مسلمان بہن بھائیوں کے لیے روتے دیکھا تھا، وہ ہمیشہ سے سوچتا تھا اور خود سے عہد کرتا تھا کہ وہ بھی اپنے باپ کی طرح شہادت کی موت مرے گا اور اسی بنا پر اس نے آرمی کالج میں داخلہ بھی لیا تھا۔ آرمی کالج میں داخلے کے بعد بھی اسے اپنی منزل پر پہنچنا محض ایک خواب لگ رہا تھا کیونکہ جب جب وہ اپنے ملک کے لوگوں کا خون اپنے فلسطینی بھائیوں کے لیے سفید ہوتا دیکھتا تھا تو اس کو لگتا تھا کہ وہ بھی کہیں ان کی طرح نہ ہو جائے، وہ ہمیشہ ہی اسی بات کو لے کر سوچتا اور خود سے ہر بار پہلے سے پختہ عہد کرتا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا۔

ایک روز کالج میں ٹریننگ کے دوران اس نے چند ایک لوگوں کی باتیں سنی ۔ کہنے کو تو وہ چند ایک لوگ ہمارے ملک کے محافظ تھے لیکن ان سب کا خون سفید ہو چکا تھا۔

" ویسے کتنی عجیب بات ہے نہ ہمارے ملک کے لوگ بائکاٹ کر رہے ہیں تمام اسرائیلی پراڈکٹس کا جبکہ ہم سب جانتے ہیں کہ انکے ایسا کرنے سے کچھ بھی نہیں ہوگا." ان میں سے ایک شخص نے کہا جس نے خاکی وردی پہنی تھی۔

"بالکل، میں بھی تمہاری بات سے اتفاق کرتا ہوں، کیونکہ ہم پچاس روپے کی چپس نہیں کھاتے باقی انہی کی بنائی گئی ایپس یوز کرتے ہیں ۔ کیا انکو اس لیز سے زیادہ نفع ہو گا یا ان ایپس سے؟بیوقوف عوام !" اور یہ کہتے ہوئے اس دوسرے لڑکے نے اپنی جیب سے لیز نکالی اور کھانا شروع ہو گیا ۔

" ویسے بھی ہم چاہ کر بھی اس طرح کی چیزیں نہیں بنا سکتے کیونکہ پاکستانی ہر چیز میں ملاوٹ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں جبکہ وہ ہمیں تمام چیزیں بالکل صحیح دیتے ہیں." اور وہ جو کب سے ادھر کھڑا انکی باتیں سن رہا تھا اب اسکی بس ہوئی تھی۔

NOVELHUT

"بالکل وہ ساری عوام تو پاگل ہے جو کچھ نہ کچھ تو کر رہی ہے، جو اپنی طرف سے تو کنٹریبیوٹ کر رہی ہے کہ انکے فلسطینی بھائیوں کو بچایا جائے، عقل قل تو آپ سب ہیں جو خود ہی انکی قبریں کھدوا رہے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے صیام مصطفی کا سانس پھول گیا۔

"ہاں تو کیا غلط کہا ہم نے؟" ابکی بار اسی شخص نے پوچھا۔

"تمنے بالکل ٹھیک کہا لیکن کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ اس بائکاٹ کرنے سے انکو اچھا خاصا نقصان ہو رہا ہے؟ کوک کی بوتل جو کہ پہلے ہر ماہ تقریباً کڑوروں کے حساب سے خریدی جاتی تھی اب لوگوں نے خریدنا بند کر دی ہے اور تمہیں ایک مزے کی بات بتاؤں؟ اس میں سب سے زیادہ کردار غیر مسلمانوں کا ہے، ان لوگوں کا جو مسلمان نہیں ہیں لیکن انسانیت رکھتے ہیں لیکن ایک ہم ہیں جو مسلمان ہو کر بھی اپنے مذہب کی سب سے اہم بات بھلائے ہوئے ہیں، اور تم جانتے ہو کہ وہ کیا ہے؟ میں بتاتا ہوں "انسانیت"۔ ہم یہ بھلائے بیٹھے ہیں۔ یہ وہ انسانیت ہے جسکا درس ہمیں سیرت ال نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملتا ہے۔ وہی تعلیم جو ہمیں ہمارا دین

دیتا ہے ، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے." اور یہ کہتے ہوئے وہ پھر خاموش ہو گیا۔

" لیکن تم اس بات کو کیسے جسٹیفائی کر سکتے ہو کہ ہم جو اپس یوز کرتے ہیں ان کا انکو کوئی بھی فائدہ نہیں ہے؟" اب کی بار سوال پوچھا گیا۔

" تمہیں اس بات کا تو پتا ہی ہوگا کہ ہمارے سوشل میڈیا اکاؤنٹس ہمارے اپنے کنٹرول میں بھی ہوتے ہیں اور بے شک وہ

ہمارے بارے میں جانتے ہیں ہماری ایکٹیویٹیز کے بارے میں جانتے ہیں اور انہیں اس سے فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن اس کا ایک حصہ ہمارے کنٹرول میں بھی ہوتا ہے۔ اب یہ ہم پر انحصار کرتا ہے کہ ہم اس کو کیسے استعمال کرتے ہیں؟ ہم اگر چاہیں تو لوگوں میں آگاہی تو پھیلا ہی سکتے ہیں، لیکن بات یہی تو ہے کہ اگر ہم چاہیں تو." آخر میں لہجہ تمسخرانہ ہو گیا۔

یہ بات سنتے ہوئے وہ لڑکے بھی خاموش ہو گئے اور اپنے کام کو چلے گئے ، اور صیام بھی اپنے سر کے پاس چلا گیا۔

....

کچھ دنوں بعد:

آج آرمی کالج میں ایک سیمینار تھا جس میں تمام طلبہ و طالبات کو حصہ لینا تھا اور مختلف طلبہ مختلف موضوعات پر بات کر رہے تھے، یا یوں کہوں کہ ڈیبیٹ کر رہے تھے کوئی ملکی حالات پر بات کر رہا تھا، تو کوئی بین الاقوامی مسائل پر۔ اب سب سے آخر پر باری صیام مصطفی کی تھی۔ سٹیج پر اس کو بلایا گیا اور وہ سٹیج پر آیا۔

" السلام علیکم! میں صیام مصطفی آج جس موضوع پر بات کرنا چاہوں گا وہ ہے جہاد اور جنگ۔ آج میں اس موضوع پر بات کرنا چاہوں گا۔" اس کے موضوع پر بہت سے لوگ متجسس ہوئے تھے اور بہت سے لوگ بیزار۔

"میرا پہلا سوال یہ ہے کہ جنگ اور جہاد میں کیا فرق ہے؟" ہال میں موجود ہر کوئی خاموش رہا۔ جب کسی نے جواب نہ دیا تو اس نے پھر سے بولنا جاری کیا۔ چلیں میں جواب دیتا ہوں۔

"خود کی بقا کے لیے میدان میں اترنا جنگ کہلاتا ہے جبکہ دین کی بقا کے لیے میدان میں اترنا جہاد کہلاتا ہے۔"

ہال میں پن ڈراپ سائلنس تھی ہر کوئی بس مبہوت سا اسے سن رہا تھا۔ ہر کسی کی نظر صرف سٹیج پر موجود شخص پر تھی۔

"میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ سب سے افضل جہاد کونسا ہے؟" اب کی بار پھر سے ایک سوال پوچھا گیا۔

"جہاد بالنفس" ہال میں موجود ایک طالبہ نے جواب دیا۔

"بالکل! لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ہم سب یہ جہاد کرتے ہیں؟" آنکھوں میں تجسس لیے پوچھا جیسا کہ جاننا چاہتا ہو کہ لوگوں کی رائے کیا ہے۔

NOVEL HUT

"نہیں! "ہال میں موجود پھر سے کسی ایک شخص نے جواب دیا اور جانتے ہو کہ یہ شخص کون تھا؟ وہی جو ابھی کچھ دن پہلے بائکاٹ کرنے والوں کو بیوقوف بول رہا تھا۔

یہ جواب سنتے ہی صیام کی آنکھوں میں مزید چمک ابھری۔" کیا آپ بتانا چاہو گے کہ آخر آپ کس طرح سے خود کے نفس کے ساتھ جہاد نہیں کرتے؟" ابکی بار پھر سے سوال پوچھا گیا۔

" جی بالکل، ہم سب ہی یہی کرتے ہیں کہ جو چیز ہمیں پسند ہو ہم وہ سب کرتے ہیں چاہے وہ کسی کے لیے نقصان دہ ہو یا نہیں۔" یہ کہتے ہوئے شاید اس لڑکے کو ڈھیر ساری شرمندگی ہوئی جسکا اندازہ اسکی جھکی ہوئی نظروں سے لگایا گیا۔

" بالکل صحیح کہا، میں بتانا چاہوں گا کہ ہم سب پتا ہے کیا کرتے ہیں؟ ہمین جب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اس عمل سے اگلے انسان کو تکلیف ہو سکتی ہے، لیکن وہ عمل کرنے سے ہمارے نفس کو سکون ہوگا تو ہم وہی کام کرتے ہیں، لیکن پتا ہے کیا ! ہم سب سے بڑی غلطی کیا کرتے ہیں؟ میں بتاتا ہوں، ہم یہ کرتے ہیں کہ جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ

ہمارے اس عمل سے اگلے بندے کو نقصان ہوا ہے تو بجائے اس غلطی کو ماننے کے ہم اس کو جسٹیفائی کرتے ہیں اور اس طرح ہم گمراہی کی طرف پہلا قدم بڑھاتے ہیں، اور شیطان ہم پر حاوی ہوتا ہے۔"ہال میں مکمل خاموشی تھی اور ہر کوئی اس خاکی وردی پہنے شخص کو دیکھ رہا تھا جسکی بھوری آنکھوں میں آج ایک چمک تھی، اور لفظوں میں تاثیر۔

"خیر ہم اب اپنے موضوع کی طرف چلتے ہیں جو کہ ہے جنگ اور جہاد۔ ہمارے اردگرد آج کل کتنے ہی مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، اور ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم سب محض یہ سوچ رہے ہیں کہ کونسا آخر ہمارے ساتھ ایسا ہو رہا ہے جو ہم اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔ ہم سب یہ بھول چکے ہیں کہ اگر آگ کسی ایک گھر میں لگی ہو اور اسکو بروقت بجھایا نہ جائے تو وہ آگ پھیلتی ہوئی باقی کے گھروں کو بھی اپنی ضد میں لیتی ہے، پھر اس سے شروع ہوتا ہے اموات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ! پتا ہے آج ہم سب کیا کر رہے ہیں؟ ہم سب آج اس آگ کے بھرنے کا انتظار کر رہے ہیں، ہم سب انتظار کر رہے ہیں کہ کب وہ مظالم ہم پر بھی ہوں اور ہم اسکو

مٹائیں ۔ لیکن پتا ہے جب وہ مظالم ہم پر ہوں گے تب کیا ہو گا؟" آنکھوں میں پھر سے چمک ابھری، جبکہ ہال میں موجود تمام لوگوں کے سر نفی میں ہلے۔

" تب ہوگی ہمیں شہہ مات! کیونکہ ابھی ہم اس تھوڑی سی آگ کو نہیں بجھا پا رہے بعد میں اس بھڑکتی ہوئی زیادہ آگ کو کیسے بجھائیں گے؟ تب ہو گا مکافات عمل، کیونکہ ابھی ہمارے پاس طاقت ہے لیکن ہم ان کی مدد نہیں کر رہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ انکو ہماری مدد چاہیے ۔ بالکل اسی طرح جب ہم پر وہ وقت آئے گا تو ہماری بھی کوئی مدد نہیں کرے گا۔ ابھی تو جو غزہ کے مسلمان وفات پا رہے ہیں وہ سب شہید ہیں لیکن جب ہم پر وہ وقت آئے گا تو ہم شہید نہیں کہلائیں گے کیونکہ وہ مکافات عمل ہو گا۔ ابھی ہم سب جہاد کو جان بوجھ کر چھوڑ رہے ہیں بعد میں ہم چاہ کر بھی جنگ نہیں کر پائیں گے۔ ابھی ہم دین کی بقا نہیں کر پا رہے تو بعد میں ہم خود کی بقا بھی نہیں کر پائیں گے۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں چمک تھی جبکہ ہال میں خاموشی ، اور پھر وہ سٹیج پر سے نیچے اتر گیا۔

....

چند دنوں بعد:

اج ان سب کی ٹریننگ ختم ہو چکی تھی اور وہ سب اب اپنی پروفیشنل زندگی میں قدم رکھ چکے تھے لیکن آج ایک اور خاص بات بھی تھی وہ یہ کہ آج صیام کو اپنا خواب اور اپنا عہد پورا کرنے کا موقع ملنا تھا۔

آج صبح ہی صبح صیام کو اسکے سر یعنی میجر احمد نے اپنے روم میں بلایا تھا اور وہ کچھ دیر بعد ان کے آفس میں چلا گیا تھا۔

"جی سر، آپ نے بلایا؟" سیلیوٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

NOVEL HUT

"ہاں بیٹھو۔"

"مین جاننا چاہتا ہوں کہ تم اپنی پروفیشنل زندگی کا آغاز غزہ سے کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

"سر، میں اور میری والدہ سالوں پہلے غزہ سے ہی ہجرت کر کے آئے ہیں اور ہمارا تقریباً سارا خاندان اسی جینوسائیڈ کی ضد میں آیا تھا۔ جس بھوک اور پیاس کو آپ سب صرف سوچتے ہیں ہم نے وہ سب دیکھا تھا، اور برداشت کیا تھا۔ نہ صرف یہ کہ میرے والد میری آنکھوں کے سامنے اس دُنیا سے گئے تھے، وہ ہمیں ایک محفوظ جگہ پر چھوڑنا چاہتے تھے اور نہ صرف ہمیں بلکہ اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی، اور اسی وجہ سے وہ شہید ہو گئے ۔ وہ بھی ایک مجاہد تھے اور وہ سب کی حفاظت کرتے شہید ہوئے تھے۔ تب سے میں نے خود سے عہد کیا تھا کہ میں بھی اپنی صلاحیتوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے وقف کروں گا، اور آج اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقع بھی دے دیا ۔" یہ سب کہتے ہوئے وہ ماضی کے زیرِ اثر تھا لیکن اس نے آنسو نہیں بہائے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ

شہدا کبھی مرتے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے امر ہو جاتے ہیں۔

اسکی پوری بات سن کر میجر احمد نے اسکو اجازت دے دی کہ وہ اپنا عہد پورا کر سکے ۔ اتنی دیر میں وہ شخص بھی اندر داخل ہوا جانتے ہو کون ؟ وہی جو اس دن ہال میں

شرمندہ ہوا تھا۔ اسکو دیکھتے ہوئے صیام نے تیوری چڑھائی جبکہ میجر احمد نے کہنا شروع کیا:

"صیام تمہارے ساتھ عبداللہ بھی جائے گا کیونکہ وہ بھی اپنی صلاحیتوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے وقف کرنا چاہتا ہے۔اس لیے تم دونوں اکٹھے جاؤ گے۔" میجر جب خاموش ہوئے تو عبداللہ نے بات کا آغاز کیا،

"میں جانتا ہوں کہ ہماری اتنی بنتی نہیں ہے لیکن ہم دونوں کی منزل بھی ایک ہے اور سفر بھی۔ مجھے تھوڑی اصلاح کی ضرورت تھی جو کہ ہو گئی اب میں بھی اپنی صلاحیتوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے وقف کرنا چاہتا ہوں، اور یہ تمہارے لیے نہیں ہے بلکہ میرا اپنا ذاتی فیصلہ ہے۔" اپنی بات کے اختتام پر عبداللہ ہلکا سا مسکرایا۔

"شیور سر!" صیام نے دونوں کی بات سن کر تحمل سے کہا۔

"تم دونوں کل ہی غزہ کے لیے نکلو گے اور یاد رہے کہ ہمیں حالات سے آگاہ کرتے رہو گے اور تم لوگوں کی رہائش کا بندوست بھی ہو چکا ہے ۔ اب تم بھی انکا مسیحا بن

سکتے ہو اور دونوں اپنا خواب پورا کر سکتے ہو۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے ان دونوں کو باہر جانے کو کہا ۔ ان کے باہر جانے کے بعد انکی آنکھوں میں نمی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انکے دو کامیاب شاگرد شہید ہونے جا رہے ہیں اور وہ دونوں ہمیشہ کے لیے امر ہونے جا رہے ہیں

لیکن شہیدوں کی موت پر ماتم نہیں کرتے وہ یہ بات جانتے تھے اس لیے آنسوؤں کو باہر نہ آنے دیا اور انکے لیے دعا کی۔

....

NOVEL HUT

حال:

آج کا دن اس کے لیے خاص تھا اور مشکل بھی کیونکہ وہ اپنی والدہ کو نہیں چھوڑ سکتا تھا لیکن اس نے اپنا عہد بھی نبھانا تھا ۔

ناشتے کی میز پر وہ اور عبداللہ اکٹھے تھے کیونکہ انہوں نے یہیں سے نکل جانا تھا تو وہ دونوں صیام کے گھر تھے اور صیام کی والدہ انکے لیے ناشتہ لے کر آئیں۔

"بیٹا! وہاں پہنچ کر مجھ سے رابطے میں رہنا." ہاجرہ بیگم کی آنکھوں میں نمی تھی اور آواز میں بھاری پن۔ وہ ایک شہید کی بیوی تھیں اور اب وہ جانتی تھیں کہ وہ ایک شہید کی ماں بھی کہلائی جائیں گی۔

"جی کوشش کروں گا." جواب آیا گیا۔

چلیں اب ہم چلتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے وہ دونوں اپنی نشستوں سے اٹھے اور دونوں نے ہاجرہ بیگم سے پیار لیا۔ اور صیام نے انکے ماتھے پر بوسہ دیا، اور جانے سے پہلے بس اتنا ہی کہا: " مجاہدین کی مائیں انکو محاذ پر روانہ کرتے ہوئے آنسو نہیں بہاتی۔ بلکہ خوش ہوتی ہیں اور انکے لیے دعا کرتی ہیں۔"

ہاجرہ بیگم نے بے اختیار ہی اپنے آنسوؤں کو صاف کیا اور ان دونوں کا بوسہ لیا کیونکہ وہ جاتی تھیں کہ یہ دونوں ہی اب شہید کے عہدے پر فائز ہو گے، کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ یہ دونوں ہی محافظ ہیں، غازی ہیں اور پھر انکو اپنی دعاؤں تلے محاز کے

NOVEL HUT

لیے روانہ کیا۔

الوداع ہمیشہ سے ہی ظالم ثابت ہوئے ہیں ۔

****

آج غزہ کی سرزمین پر اور مجاہدین بھی آئے تھے جن میں یہ دونوں بھی شامل تھے۔ جیسے ہی انہوں نے اپنا قدم اس سرزمین پر رکھا نجانے کتنے ہی آنسو ان کے گالوں پر بہہ گئے ۔ نجانے کتنی ہی دیر وہ بس خاموشی سے کھڑے رہے اور دیکھتے رہے۔ہر طرف خیمے تھے ، بڑی بڑی عمارات ریت کی مانند تھیں ، زمیں پر گھاس نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ ہر طرف بس دھوئیں کے بادل چھائے ہوئے تھے اور دھواں بھی سیاہ ! ان لوگوں کے دل جیسا سیاہ جو زمینی خدا بن بیٹھے ہیں ، جو لوگوں سے انکے جینے کا حق چھینے ہوئے ہیں ۔ چھوٹے چھوٹے بچے زمیں پر بھوک سے نڈھال پڑے تھے، انکے جسم

پر گوشت کا کوئی ذرہ نہ تھا، لیکن جیسے ہی شام کی اذان بلند ہوئی تو وہی چھوٹے چھوٹے بچے اٹھے اور نماز کی نیت باندھی۔ یہی تو ہیں صحیح مجاہد، اصل غازی، انکو نماز ادا کرتا دیکھتے بے ساختہ ان دونوں کو اپنا آپ ان چھوٹے بچوں سے حقیر معلوم ہوا کیوں کہ وہ اس حالت میں بھی اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے لوگوں سے نہیں۔ وہ دونوں بس اسی منظر کو دیکھے جا رہے تھے۔ سلام پھیرنے کے بعد وہ بچے اپنے رب کے حضور رو پڑے۔ وہ چھوٹے بچے اللہ کے حضور اونچی اونچی آواز میں رو پڑے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رازق اللہ ہی ہے اور کارساز بھی اللہ ہی ہے۔ ان دونوں میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ ان بچوں کے پاس جائیں اور انکو چپ کروائیں کیونکہ وہ جس ذات سے مدد مانگ رہے تھے وہ بہترین ہیلر ہے۔ ابھی انکو ہوش آیا ہی تھا کہ وہ بچوں کے پاس جائیں کہ اچانک ہی فضا میں ایک دل دہلا دینے والی آواز گونجی اور دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں انتہائی تکلیف دہ چیخیں بلند ہوئیں جن میں سب سے سرفہرست اللہ اکبر کی آواز اور تکبیر تھی، اس تکبیر میں بھی نجانے کتنے لوگوں کی چیخیں شامل تھیں اور اچانک ہی فضا میں کالا دھواں پھیل گیا ہر طرف چیخیں ہی چیخیں تھیں اگر تم سنو تو تم بہرے ہو جانے کی دعا کرو گے اور وہ بچے؟ وہ بچے کدھر گئے؟ ان دونوں کا دماغ

اچانک ہوئے اس بلاسٹ پر سائیں سائیں کر رہا تھا وہ ساکت ہو چکے تھے کہ کیا واقعی زندگی اتنی ناپائیدار ہے؟ اور جب انہوں نے ہوش میں آکر ان بچوں کو ڈھونڈنا چاہا تو اچانک ہی انکو دل میں ایک عجیب تکلیف ہوئی کیونکہ وہ چھوٹے چھوٹے بچے زمیں پر بے سود پڑے تھے! یہ دیکھتے ہی ان دونوں کی آنکھوں سے معلوم نہیں کتنے آنسو بہہ گئے اور انکے گال بھگوتے چلے گئے۔ آج سے پہلے ان دونوں نے خود کو کبھی اتنا بے بس نہیں سمجھا تھا جتنا ابھی ان گزرے ہوئے چند لمحوں میں سمجھا۔ وہ تو مجاہد تھے لیکن وہ نہیں بچا پائے، وہ ان چھوٹے بچوں کو نہیں بچا پائے وہ انکو کھانا نہیں کھلا پائے۔ آہ! ان کو اب حد سے زیادہ تکلیف ہو رہی تھی، وہ۔۔۔۔ وہ حفاظت نہیں کر پائے؟؟ یہ منظر یہ دلخراش چیخیں کس قدر خوفناک تھیں! فضا میں سیاہ دھواں کس قدر انسانوں کی چیخیں سموئے ہوئے تھا۔ کتنا اذیت ناک منظر تھا یہ، کس قدر اذیت ناک!

جیسے ہی انکو ہوش آیا تو انہوں نے غور کیا کہ ان مسلمانوں کو کفن کون دے گا؟ تو ان دونوں نے سب سے پہلے ان مسلمانوں کے کفن، دفن کرنے کا انتظام کیا۔ ہاں!

کہیں یہ نہ ہو کہ وہ ان بھائیوں کو کفن بھی نہ دے سکیں ۔ زندگی بہت ناپائیدار ہے۔اسکا اندازہ انکو ابھی ہو چکا تھا اس لیے انہوں نے انکو دفنانے کا انتظام کیا ۔ زندگی کا کیا بھروسہ ؟ اگر انکو بھی مہلت نہ ملی تو؟ اگر ان بھائیوں کو دفن نہ کیا گیا تو؟ اگر انکی لاش ایسی ہی پڑی رہی تو؟ وہ کیا جواب دیں گے روز محشر ! وہ تو محافظ تھے ۔یہ سوچتے ہی انکو نا قابل بیاں تکلیف ہوئی۔

کچھ دیر بعد:

وہ ان تمام شہید مسلمانوں کو دفنانے کے بعد اب اپنے کمرے میں ائے تھے، نجانے کتنے ہی لمحے وہ سب خاموش رہے۔ جس قدر انہوں نے سوچا تھا حالات یہاں پر اس سے بھی زیادہ خراب تھے۔یہاں پر جس قدر بھوک اورپیاس دکھائی گئی تھی وہ بہت کم تھی اس اذیت سے جو کہ حقیقت تھی۔ وہ بس خاموش تھے، جامد ، ساکت۔ انکو جو کمرہ دیا گیا تھا اس میں دو بیڈ تھے، کمرے میں سفید روغن تھا، دیواریں خستہ حال تھیں ۔ دیواریں اپنے اندر نجانے کتنے ہی لوگوں ، بچوں کی چیخیں سموئے ہوئے تھیں ۔ وہ ان سب مظالم کا منہ بولتا ثبوت تھیں جو ان کے مکینوں پر ہوئے تھے لیکن شکر کہ

وہ خاموش تھیں ۔ اگر وہ بول پاتیں تو میں اور تم وہ داستان کبھی نہ سن پاتے، کس قدر تکلیف دہ کہانیاں ہو گی وہ! کچھ دیر بعد انکے کمرے میں دستک ہوئی ۔

" جی ."

" صاحب آپ دونوں کے لیے کھانا آیا ہے." دروازے پر موجود شخص نے کہا جسکی آواز سے نقاہت واضح تھی

وہ شخص کمرے میں داخل ہوا۔ اب اسکا حلیہ واضح تھا، کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے تھے، آنکھوں کے گرد لال لال دھبے تھے، آنکھوں میں آنسو ، جسم بھی نقاہت زدہ۔

اس کا یہ حلیہ دیکھ کر وہ دونوں پھر سے شرمندہ ہو گئے ۔

"صاحب جی آپکا کھانا۔"

"تم نے کھانا کھایا ؟" سوال عبداللہ نے پوچھا ۔

" ہنجی۔"

"کب ؟" ابکی بار پوچھنے والا صیام تھا۔

اس سوال پر وہ شخص جند لمحوں کے لیے خاموش ہوا پھر بولا، "کل صبح."

اس کے جواب پر وہ دونوں بھی چند لمحوں کے لیے خاموش ہوئے ۔ پھر کچھ دیر بعد بولے۔

"آپ یہ کھالیں." دونوں نے کہا۔

"نہیں صاحب ! ہمارے بچے بھی بھوکے ہیں ہم ان کے بغیر کیسے کھا سکتے ہیں؟ اور ویسے بھی ہمیں ان سب کی اب تو عادت ہو چکی ہے آپ کھا لیں کیونکہ ابھی آپ کو اس کی عادت نہیں ہوئی ، ویسے بھی آپ ہمارے مہمان ہیں۔"

اور مومن اپنے جان اور مال سے جہاد کرتے ہیں(مفہوم آل قرآن)

یہ جواب سنتے ہی وہ دونوں رو پڑے ۔

"آپ یہ کھانا اپنے لیے لے جائیں کیونکہ ہمیں ابھی بھوک نہیں ہے۔" عبداللہ نے جواب دیا۔

NOVEL HUT

"اور ہم کوئی بہانہ نہیں سننا چاہتے." صیام نے اب کے ذرہ نرمی سے کہا اور وہ شخص خاموشی سے وہ کھانا لے کر چلا گیا۔

****

عشاء کی نماز کے بعد:

وہ دونوں آج بالکل خاموش تھے۔ آج ان کو پہلی بار وہ کھانا جو ہم سب نکھرے کر کے کھاتے ہیں ایک قیمتی چیز لگا تھا۔ آج پہلی بار انہیں پانی ایک نعمت لگا۔ آج پہلی بار انہیں اپنی زندگی ایک نعمت لگی۔ وہ اب اس زندگی میں تو رزق کی بے قدری نہیں دیکھ سکتے تھے اور نہ ہی کر سکتے تھے۔ صبح انہوں نے اپنی ڈیوٹی پر جانا تھا لہذا ان کو سونا چاہیے تھا لیکن نیند ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

....

اگلے دن:

اج ان دونوں کی ڈیوٹی کا پہلا دن تھا، اور صیام نے ایک ہسپتال کے باہر اس کی حفاظت کرنا تھی جبکہ عبداللہ نے ایک مسجد کے باہر۔ وہ دونوں ہی صبح اٹھے اور اپنی وردی پہن کر باہر جانے لگے۔ ناشتہ کرنے کا ان دل نہیں کر رہا تھا۔ کل کا بچوں والا واقعہ ان کے دماغ سے نہیں جا رہا تھا۔ وہ چیخیں ان کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔

NOVEL HUT

"اب انشاللہ رات کو ملاقات ہوگی." عبداللہ نے کہا۔

"انشاللہ۔" یہ کہتے ہی وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے اور باہر چلے گئے۔

پاکستان:

ہاجرہ بیگم ان دونوں کے جانے کے بعد بس ان کے لیے دعا کر رہی تھیں اور ٹی وی پر بس خبریں دیکھ رہی تھیں ۔ جب انہوں نے کل کے دھماکے کی خبر سنی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے ۔ وہ بس ان سے بات کرنا چاہتی تھیں ۔ انہوں نے سب سے پہلے صیام کو فون ملایا لیکن کوئی جواب نہ آیا ۔ ان کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ پھر انہوں نے عبداللہ کو فون ملایا لیکن کوئی جواب نہ آیا اور بالآخر انہوں نے میجر احمد کو فون کیا، اور پہلی رنگ پر فون اٹھا لیا گیا۔

NOVEL HUT

"سلام !" میجر احمد نے سلام کیا

" وعلیکم السلام !" جواب آیا گیا ۔

"اپکی اطلاع کے لیے پہلے ہی بتا دیتا ہوں کہ وہ دونوں بالکل ٹھیک ہیں آپ بے فکر رہیں ۔ مجھے ابھی کچھ دیر پہلے معلوم ہوا ہے" میجر نے کہا

اور یہ سنتے ہی ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے اور انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور فون بند کر دیا۔

اب وہ نماز پر شکرانے کے نوافل ادا کر رہی تھیں۔

....

عبداللہ مسجد کے باہر کھڑا اپنی ڈیوٹی کر رہا تھا کہ وہ وضو بنانے کے لیے ابھی کچھ دور ہی تھا کہ اچانک پھر سے ایک اور بلاسٹ کی آواز آئ، اور عبداللہ کے قدم بے اختیار لڑکھڑائے۔ اس نے جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا اسکا سانس بند ہو گیا۔ پوری کی پوری مسجد شہید ہو چکی تھی۔ اس میں موجود نمازی درد سے کراہ رہے تھے۔ اچانک ہی زمیں پر ہر طرف لال رنگ پھیلنے لگا۔ اس سارے ماحول میں اب پھر سے اضافہ دردناک چیخوں کا ہوا۔ وہ چیخیں الامان! عبداللہ فورا سے پہلے ان کی طرف بڑھا اور جو لوگ زخمی ہوئے تھے انکو ہسپتال کے لیے جا نکلا۔ ہسپتال پہنچ کر وہ صرف ان

کے لیے دعا کر رہا تھا جب اس کے سامنے ایک اور بچہ ہسپتال آیا، جسکے پورے چہرے کو دو حصوں میں کاٹا گیا تھا اس کی آنکھوں کے بیچ میں سے ایک ترچھی لکیر خون کی تھی اور اس کے والدین چیخ رہے تھے، رو رہے تھے لیکن عبداللہ بس سن ہو چکا تھا۔ کوئی اتنا سفاک اور ظالم کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کے دماغ نے اس سے سوال کیا لیکن جواب سوچنے کے لیے ابھی اس کے پاس حواس نہیں تھے۔ کیا تمہارے پاس ہے جواب؟

....

NOVEL HUT

ہسپتال میں پھر سے ایک مرتبہ تہلکہ مچ گیا کیونکہ بیڈ کم تھے لیکن مریض! صیام ڈاکٹروں کے ساتھ مل کر لوگوں کو ریسکیو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ایک مریض کے پاس گیا، وہ ایک چھوٹا بچہ تھا اور بس روئے جا رہا تھا کیونکہ بلاسٹ میں اس کے والد شہید

ہو چکے تھے۔ وہ ڈاکٹر سے اپنا علاج بھی نہیں کروا رہا تھا، صیام اس کے پاس گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا کہ اسکا دل بہلایا جائے لیکن کچھ زخم کبھی نہیں بھرتے اور اپنوں کو کھونے کا غم ہمیشہ پہلے سے زیادہ تکلیف لے کر آتا ہے۔

"آپکا نام کیا ہے؟" صیام نے اس بچے سے پوچھا۔

"علی۔"

"علی آپ تو اپنے نام کی طرح بہادر ہو اور خوبصورت بھی۔" صیام نے نرمی سے کہا۔

"میں حضرت علی جیسا بننا چاہتا ہوں تاکہ میں ظلم کے خلاف آواز اٹھا سکوں اور مظلوموں کی مدد کر سکوں۔" اس بچے نے روئی روئی آنکھوں سے جواب دیا۔

"بالکل، آپ بنو گے لیکن اس کے لیے آپکو ٹھیک بھی تو ہونا پڑے گا." شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ہمم اب میں علاج کروا لوں گا اور شور بھی نہیں کروں گا لیکن میرے بابا!" بچے کی آواز میں پھر سے نمی گھلی۔

بیٹا شہیدوں کی موت پر روتے نہیں ہے اب کی بار اسکو ڈاکٹر نے جواب دیا اور بچہ بھی خاموش ہو گیا۔ صیام بھی وہاں سے چلا گیا۔

....

آجکا سارا دن انہوں نے بے انتہا لوگوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے وفات پاتے دیکھا۔ کتوں کو انہوں نے بچا لیا لیکن وہ اب کبھی بھی ان دردناک چیخوں سے چھٹکارا نہیں پا سکیں گے اس بات کا انہیں اندازہ ہو چکا تھا۔ آج رات وہ پھر سے سو نہ پائیں گے۔ جیسے ہی وہ سونے کے لیے لیٹے تو صیام کو یاد آیا کہ اس نے اپنی والدہ سے بات نہیں کی، لہٰذا اس نے فون نکالا اور نمبر ملایا۔ پہلی ہی رنگ میں فون اٹھا لیا گیا۔

"السلام علیکم!"

“ وعلیکم السلام ! بیٹے کیسے ہو؟ کھانا کھایا ؟ عبداللہ کیسا ہے؟ " ان کی آواز میں بے قراری تھی ۔

“ جی الحمدللہ ہم دونوں ٹھیک ہیں اور اپنے عہد کو نبھانے کی کوشش میں ہیں۔"

“صبح فون نہیں اٹھایا تم دونوں نے؟" بھاری آواز گونجی

“اماں یہاں پر بہت مسئلہ ہے سگنلز کا جس وجہ سے ہم بات نہیں کر پائے لیکن آئندہ کوشش کریں گے۔" چلیں ٹھیک ہے اب میں فون رکھتا ہوں اور آپ بھی کھانا کھا کر سوجائیں ۔ یہ کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

“یہ تم نے ایسے بات کیوں کی؟"عبداللہ نے پوچھا۔

“کیسے؟"

“اتنے روکھے انداز میں۔"

“ یار۔۔۔ یار وہ رو رہی تھیں اور ۔۔۔۔ اور میں کمزور نہیں پڑنا چاہتا ۔"

“ہمم."

NOVEL HUT

"تم اپنے گھر والوں سے بات کیوں نہیں کر رہے؟" صیام نے پوچھا۔

"میرے والدین کی ایک کار ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو چکی تھی اور میں بچپن سے ہی یتیم خانے میں پلا بھرا ہوں۔ اس لیے میں کس سے بات کروں؟" آخر میں سوال پوچھا گیا۔

"سوری! مجھے نہیں پتا تھا."

"کوئی بات نہیں، ویسے بھی یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔" پھر وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور بالآخر سو گئے۔

....

آج انکو ادھر آئے دس دن گزر چکے تھے، حالات ابھی بھی ویسے تھے بلکہ زیادہ شدت اختیار کر چکے تھے۔ اب انہیں معلوم ہوا تھا کہ شہید کا مرتبہ کیوں اس قدر اونچا ہوتا

ہے۔ اب انہیں معلوم ہوا تھا کہ جہاد کس قدر مشکل ہے، اب انہیں معلوم ہوا تھا ۔

آج عبداللہ کی ڈیوٹی ایک ہسپتال پر تھی ۔ ناشتے کے نام پر انہوں نے بریڈ کا ایک ایک سلائس لیا تھا ۔

"تم میری زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہو۔ اگر میں اب تک کی اپنی زندگی کا جائزہ لوں تو میں صرف تمہیں ہی اپنا دوست کہہ سکتا ہوں ۔ جس طرح تم نے میری اصلاح کی تم چاہتے تو تذلیل بھی کر سکتے تھے لیکن تم نے نہیں کیا ۔ تم بہت خاص ہو میرے لیے۔ تم بس مجھے کبھی مت بھولنا۔ مجھے تم سے عقیدت ہے ۔ چاہے میں رہوں یا نہیں لیکن تم مجھے کبھی مت بھولنا." عبداللہ نے انتہائی پر خلوص لہجے میں کہا۔

"یہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟ اتنی ایموشنل باتیں صبح ہی صبح کیوں کر رہے ہو؟" صیام نے پوچھا۔

NOVEL HUT

"پتا نہیں۔ لیکن میرے خیال میں آپ کو اپنی زندگی میں ہر اس شخص کو اس کی ویلیو بتا دینی چاہیے جو آپ کے دل میں اس کے لیے ہے تاکہ بعد میں کوئی ملال نہ ہو۔ زندگی کا کیا بھروسہ کب ختم ہو جائے!" عبداللہ آج معمول سے ہٹ کر بول رہا تھا۔

"میں تمہیں کبھی نہیں بھولوں گا۔ اگر میں بھی اپنی زندگی کو ٹٹولوں تو صرف تمہیں ہی دوست کہہ سکتا ہوں۔ وعدہ ہے میرا کبھی بھی نہیں بھولوں گا تمہیں۔ تم بھی میرے لیے قیمتی ہو۔" صیام نے انتہائی نرم لہجے میں کہتے ہوئے اس کو گلے لگایا۔

"اچھا بس کرو اب! زیادہ ایموشنل ہونے کی ضرورت نہیں۔" صیام نے بات کو ہلکا کرنا چاہا۔

(آپکی زندگی میں کچھ لوگوں کے ساتھ بہت کم وقت میں ایسا رستہ بن جاتا ہے جو آپکو ہر چیز سے بڑھ کر ہوتا ہے، اور آپ اس کو کھونا نہیں چاہتے۔ ان دونوں کی دوستی بھی ایسی تھی۔)

....

عبداللہ اور صیام دونوں کی ڈیوٹی ہی آج ہسپتال میں تھی، دونوں ہسپتال بس تھوڑے سے فاصلے پر تھے ۔ دھماکوں کی وجہ سے یہ ہسپتال بھی اپنی آپ بیتی سنا رہے تھے، انتہائی خستہ حال حالت تھی، لیکن پھر بھی اس میں مریضوں کی دیکھ بھال کا کام جاری تھی کیونکہ لوگوں کے دلوں میں انسانیت تھی۔

عبداللہ کو آج صبح سے ہی بے سکونی تھی لیکن اس نے صیام کو اس حوالے سے کچھ نہیں بتایا اور اب وہ پھر اپنی ڈیوٹی پر تھا، کہ اچانک ہی اسکی نظر اپنے سامنے منظر پر گئی۔

سڑک پر ایک عورت بچوں کو کھانا کھلا رہی تھی۔ اس کے پاس صرف دو بریڈ کے سلائس تھے لیکن کھانے والوں کی تعداد تین تھی، ایک عورت اور دو بچے۔ وہ اپنے ہاتھوں سے چھوٹا سا نوالہ ان کو دیتی اور بچے شکر ادا کر کے کھاتے۔ وہ عورت خود کچھ نہ کھا رہی تھی بس اپنے بچوں کو کھلا رہی تھی تاکہ انکی بھوک ختم ہو سکے ۔ پھر اس میں سے ایک بچے نے اس کے ہاتھ سے ایک نوالہ لیا اور اس کی طرف بڑھایا ۔

دوسرا بچہ جو کہ اس سے چھوٹا تھا اس نے بھی دیکھا دیکھی یہی عمل دہرایا تو عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔ ان سب کا چہرہ اپنے پر ہوئے ظلم کو بیان کر رہا تھا ۔ ان کے چہروں پر جگہ جگہ نشان تھے ، آنکھیں سرخ اور جسم پر صرف ہڈیاں تھیں ۔

یہ منظر دیکھتے ہوئے عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو بھی آئے اور لبوں پر ایک مسکان ۔

بے شک اس دنیا میں والدین کی موجودگی اپنے رب کی محبت کی واضح نشانی ہے۔ یہ والدین ہی تو ہیں جو خود کے لیے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ اپنی اولاد کے لیے کرتے ہیں۔

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ہی گولیوں کی آواز آنا شروع ہو گئی ، اور لوگوں میں افراتفری پھیل گئی۔ وہ بھی فوراً ہی ایلیرٹ ہوا اور اس نے بھی اپنی بندوق سنبھالی اور فائرنگ شروع کر دی ۔ اچانک ہی پوری فضا میں صرف گولیوں کی گونج تھی اور لوگوں کی چیخیں ۔۔۔

فائرنگ دونوں ہسپتالوں پر ہوئی تھی ۔ عبداللہ بھی ان پر بنا کسی خوف کے فائرنگ کر رہا تھا۔ مومن تو وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں ۔ وہ بھی جہاد کر رہ تھا ۔

اچانک ہی اس کی نظر سامنے پڑی جہاں صیام لوگوں کو ریسکیو کر رہا تھا اور فائرنگ بھی کر رہا تھا لیکن اس کے بالکل پیچھے اس پر اک شخص نشانہ تانے کھڑا تھا۔ صیام اس بات سے بالکل انجان تھا۔ عبداللہ یہ منظر دیکھتے ہی صیام کے پاس گیا اور اس شخص پر گولی چلائی لیکن اب تک دیر ہو چکی تھی کیونکہ اس شخص نے عبداللہ سے پہلے گولی چلائی تھی اور پھر اچانک ہی صیام کو دھکا لگا تھا اور وہ سائیڈ پر گرا لیکن ایک وجود اس کے سامنے اپنے پورے قد کے ساتھ زمین بوس ہوا۔ اور صیام ابھی تک اس سب کو پراسیس نہیں کر پایا تھا، لیکن کچھ دیر بعد اس نے جب اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی تو اس کو ہوش آیا کہ اس کے سامنے اپنے پورے قد کے ساتھ زمین بوس ہونے والا عبداللہ تھا۔ وہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس تک پہنچا اور اس کو ہسپتال لے جانے لگا کہ عبداللہ کی نقاہت زدہ آواز اسکے کانوں میں پہنچی ۔ عبداللہ کو گولی دل کے مقام پر لگی تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ اب ۔۔ مم ۔ میرے پاس وو۔۔وقت نہیں ہے۔۔ تو اس وجہ سے مجھے چھوڑدو۔۔ اور اور باقی ۔۔ مم مسلمان بھائیوں ک۔۔ کو بچاؤ۔ انہیں

تم۔۔ تمہاری ضرورت ہے۔ مم۔۔ مجھے تمہیں۔۔ بچانے کک۔۔کا موقع ملا۔۔ اور میں نے شہادتکا خواب پورا کیا۔ ب۔۔بب۔۔ بس مجھے مت بھولنا اور مم۔۔ مجھے یاد رکھنا۔ اللہ کی پناہ میں ! اللہ حافظ !" اور یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور صیام کو اچانک ہی ایک عجیب سی تکلیف ہوئی اور آنکھوں میں آنسو آئے لیکن وہ رو نہیں سکتا تھا۔ اسکا دوست شہید ہوا تھا اور وہ جانتا تھا

شہدا کو مردہ نہ کہو، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور تمہیں معلوم نہیں ۔(مفہوم آل قرآن)

اس کے بعد صیام نے باقی لوگوں کی مدد ایک ان دیکھی تکلیف سے کی اور پھر اس نے اپنے دوست کی تدفین کا انتظام بھی خود کیا۔ وہ جانتا تھا کہ اسکا دوست شہید ہوا ہے لیکن پھر بھی اسکے آنسو رک نہیں رہے تھے۔ اسکو تکلیف ہو رہی تھی۔ بہت زیادہ تکلیف ! لیکن وہ کس کو بتاتا؟ ابھی وہ یہی سوچ رہا پھر اس کا فون بجا۔

" السلام علیکم !" اس نے اپنی والدہ کو سلام کیا۔

" وعلیکم السلام ! کیسے ہو؟" انہوں نے پریشانی سے پوچھا کیوں کہ اس کی آواز میں بھاری پن وہ محسوس کر چکی تھیں۔

"ماں! وہ۔۔ وہ شہید ہو گیا۔ میں رونا نہیں چاہتا لیکن میرے آنسوؤں پر میرا اختیار نہیں ہے۔ مم۔۔۔مجھے بہت تکلیف ہو رہی۔۔ وہ میری انکھوے سامنے شہید ہوا تھا۔۔۔۔"اور پھر وہ ضبط نہ کر پایا اور پھر سے آنسو بہہ نکلے۔

ہاجرہ بیگم کو بھی بہت تکلیف ہوئی لیکن وہ ایک شہید کی موت پر کیسے ماتم کر سکتی تھیں؟

"چپ کر جاؤ میرے بچے! شہید کی موت پر ماتم نہیں کرتے۔ شہید تو مر کر بھی زندہ رہتے ہیں تو تم کیوں رو رہے ہو؟ صبر کرو میرے بچے!" اور پھر اچانک ہی سگنلز چلے گئے اور فون کٹ گیا۔

"میں جانتا ہوں کہ شہیدوں کی موت پر نہیں روتے لیکن دوستوں کی موت پر تو رونا آتا ہے۔ ان کے چلے جانے سے تو زندگی میں رونق ختم ہو جاتی ہے۔ انسان شہید کی موت پر نہیں رو سکتا لیکن دوست کی موت تو رونا آتا ہے۔ میں تمہیں کبھی نہیں بھولوں گا عبداللہ" وہ یہ سب سوچ رہا تھا اور آنسو اسکی آنکھوں میں آئے لیکن اس نے ان کو صاف کیا اور کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔

....

ہاجرہ بیگم بھی عبداللہ کی شہادت کا سن کر دل برداشتہ تھیں لیکن وہ بس اللہ کی رضا میں راضی تھیں۔ عبداللہ بھی ان کو عزیز تھا۔ ایک تو وہ ان کے بیٹے کا دوست تھا اور پھر وہ بھی تو اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کا حقیقی جذبہ رکھتا تھا، لیکن انہوں نے بھرپور کوشش کی کہ آنسو نہ بہایا جائے۔

....

NOVEL HUT

آج صیام کو عبداللہ کے بغیر کافی دن گزر چکے تھے۔ وقت بھی کبھی کسی کے لیے رکا ہے جو صیام کے لیے رکتا؟ لیکن کچھ زخم ہمیشہ وقت کے ساتھ گہرے ہوتے ہیں۔ اس کا بھی زخم کبھی مندمل نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس نے اس خسارے کے ساتھ

جینا سیکھ لیا تھا۔ لیکن اس کو اپنا خالی کمرہ اب بالکل پسند نہیں آتا تھا ۔ وہ ساری رات اپنے ساتھ خالی بستر کو بس گھورتا رہتا تھا لیکن بستر تو خالی ہوتا تھا اور یہ چیز اس کو مزید اسکی یاد دلاتی تھی۔اس دوران وہ اپنی والدہ سے بھی بات کر لیتا تھا لیکن پھر بھی اس کو عبداللہ بہت یاد آتا تھا ۔ اسکی باتیں یاد آتی تھیں ۔

....

آج صبح اچانک ہی صیام کو باہر جلدی جانا پڑا کیونکہ وہ جس بلڈنگ میں رہ رہا تھا اچانک وہاں ہر دھماکہ اور گولیوں کی آوازیں آنے لگیں جس پر وہ فوراً باہر بھاگا تھا اور باہر کا منظر دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا تھا کیونکہ وہاں ہر آج باقاعدہ جنگ ہو رہی تھی اور وہاں ہر موجود ہر شخص ایک مجاہد تھا اور رہر کوئی لڑ رہا تھا۔ وہ بھی ایک مجاہد تھا اور اس نے بھی لڑنا شروع کر دیا ۔

NOVELHUT

کچھ ہی دیر میں آسمان بالکل سیاہ ہو چکا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے اس آسمان نے دنیا کے تمام لوگوں کی سیاہی اپنے اندر رکھ لی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی چیخیں بھی تھیں۔ زمین پر ہر جگہ لال رنگ پھیلا ہوا تھا ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے خون کی ہولی کھیلی ہو۔ آس پاس ہر جگہ صرف بے جان وجود تھے۔ ایسے میں وہ بچے زخمیوں کو ریسکیو کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے زخمی وجود کو لے کر لوگوں کی مدد کر رہا تھا۔ اس کا ہاتھ بھی اسی خون کی ہولی کی ضد میں آیا تھا۔ وہ اپنے زخمی ہاتھ کی پرواہ کیے بنا اپنی بندوق دشمن ہر تانے کھڑا تھا بنا کسی خوف کے۔ وہ ابھی ان پر فائرنگ کر رہا تھا اور وہ دشمنوں کے مخالف سمت تھا اور اپنا بچاؤ بھی کر رہا تھا لیکن پھر اچانک ہی وہ وجود ایک چھوٹے بچے کو دیکھتے رکا جو کہ ان دشمنوں کے عین نشانے پر تھا۔ وہ فوراً دیکھتے ہی ساکت ہوا اور ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ اس بچے کے پاس پہنچا اور دونوں اطراف سے گولیاں چلیں اور اس نے اس بچے کو ایک ہاتھ سے پکڑ اپنے اندر چھپا لیا لیکن وہ ان تمام گولیوں کی ضد میں آیا تھا۔ اور اسکا وجود اچانک ہی نیچے گرا اور وہ چھوٹا بچہ اس کے ہاتھ سے چھوٹا لیکن وہ بچہ اپنے

محافظ کو دیکھ رہا تھا جو کہ مسکرا رہا تھا۔ اسکا زخمی چہرہ مسکرا رہا تھا۔ اسکے سامنے اچانک ہی عبداللہ کا چہرہ آیا۔

"تم نے اپنا فرض نبھا لیا صیام! مبارک ہو!" عبداللہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تم نے میرے بیٹے اپنا عہد پورا کیا۔ مجھے تم پر فخر ہے میرے بچے! آج تم بھی امر ہو چکے ہو۔" اس کے والد اس کے سامنے آئے۔ وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔ اور پھر مسکراتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کیں اور وہ ہمیشہ کے لیے امر ہو چکا تھا۔ اس نے ان خود سے کیا عہد پورا کیا تھا۔ وہ آج مطمئن تھا۔ آسمان بھی آج ایک شہید کی موت پر رویا تھا تبھی بہت تیز بارش ہوئی تھی لیکن ایک وجود آج ہمیشہ کے لیے ابدی نیند سو چکا تھا

NOVEL HUT

....

آج صبح سے ہی ہاجرہ بیگم کا دل گھبرا رہا تھا اور وہ تسبیح کر رہی تھیں کہ اچانک ہی انکا فون بجا۔

"سلام !" میجر احمد کی آواز گونجی ۔

"وعلیکم السلام !" ان کے لہجے سے انہیں کچھ معاملہ سمجھ آگیا تھا لیکن وہ خاموش رہیں۔

" مبارک ہو ! آج آپ ایک شہید کی والدہ بھی ہیں ۔" انہوں نے ضبط سے کہا۔

" شکر الحمدللہ !" انہوں نے اپنے آنسوؤں کو پرے دھکیلا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور فون کاٹ دیا۔

وہ رونا چاہتی تھیں لیکن نہ تو سکیں کیونکہ وہ ایک شہید کی ماں تھیں ۔ اور وہ بالکل خاموش ہو چکی تھیں، لیکن آنسو نہ بہائے کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی شہادت کو ضائع نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

ختم شدہ!

NOVEL HUT

کہانی کے ذریعے دیا گیاپیغام:

میں نے کوشش کی کہ آپ سب کو جہاد کے بارے میں بتا سکوں کہ جہاد صرف ہتھیار کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ آپ اپنے قلم اور مال کے ساتھ بھی جہاد کر سکتے ہیں ۔ کہانی میں موجود کرداروں نے ہتھیاروں کے ساتھ جہاد کیا لیکن اگر آپ میں صلاحیت ہے تو آپ بنا ہتھیار کو ساتھ بھی جہاد کر سکتے ہیں۔ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے۔ آپ اور میں جہاد کر سکتے ہیں اپنے مال کے ساتھ، اپنے قلم کے ساتھ، اپنے نفس کے ساتھ جو کہ سب سے افضل جہاد ہے۔

امید ہے آپ سب کو کہانی میں موجود سبق ملا ہو گا ۔ اور آپ سب اپنی رائے کا اظہار بھی کرنا ۔ اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار میرے انسٹا آئ ڈی پر کیجیے گا

شکریہ !

NOVEL HUT

CONTACT AUTHOR

If you want to contact the author we'll mention her instagram here , you can dm her there

Novel-hut at your service .

JAZAKALLAH

Instagram I'd :kainat_shahid_writes

NOVEL HUT